كتاب النسک والأضحی

از

ابو شہریار

طبع الاول ۲۰۱۸

طبع دوم ۲۰۱۹

www.islamic-belief.net

فہرست

عقیقہ کرنا کیا صحیح ہے ؟ 3
نبی صلی الله علیہ وسلم نے اپنا عقیقہ کیا تھا ؟ 4
حسن و حسین کی پیدائش پر رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیقہ کیا؟.. 6
عقیقہ کرنا فرض ہے یا نہیں ؟.. 8
امام بخاری لائے ہیں کہ عقیقہ والی حدیث حسن بصری نے صحابی سمرہ بن جندب سے بھی سنی ہے 9
ذو الحجه میں قربانی کیا سنت ابراہیمی ہے ؟.. 13
ایک صاحب کہنا ہے کہ قرآن میں حج کے علاوہ کہیں بھی قربانی کی دلیل نہیں 15
گائے کی قربانی میں کل کتنے حصے ہیں دس یا سات ؟.. 16
قربانی کے تین دن ہیں یا چار دن ؟ 17
کیا قربانی ایک فوت شدہ انسان کی طرف سے بھی کی جا سکتی ہے ؟.. 26
ایک جانور کی قربانی کیا تمام گھر والوں کی طرف سے جائز ہے ؟ 27
عید الاضحی پر مرغے کی قربانی کرنا 28
قربانی کے تین حصے کیے جائیں اسکی دلیل کس حدیث سے ملتی ہے.. 29
کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن عمرو کو غیر اللہ کا ذبح کردہ گوشت دیا تھا ؟ 29
کیا خلفاء راشدین قربانی نہیں کرتے تھے؟.. 31
گیارہویں کی نذرو نیاز دلانا حرام نہیں کیونکہ عقیقہ میں بھی غیر اللہ کے نام کی قربانی ہوتی ہے.. 33

عقیقہ کرنا کیا صحیح ہے ؟

عقیقة سے متعلق صحیح بخاری کی روایت ہے
حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: «مَعَ الغُلاَمِ عَقِيقَةٌ» وَقَالَ حَجَّاجٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ، وَقَتَادَةُ، وَهِشَامٌ، وَحَبِيبٌ، عَنْ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ سَلْمَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ، عَنْ عَاصِمٍ، وَهِشَامٍ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنِ الرَّبَابِ، عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَوَاهُ يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ سَلْمَانَ قَوْلَهُ، وَقَالَ أَصْبَغُ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، حَدَّثَنَا سَلْمَانُ بْنُ عَامِرٍ الضَّبِّيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [ص:85] يَقُولُ: «مَعَ الغُلاَمِ عَقِيقَةٌ، فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا، وَأَمِيطُوا عَنْهُ الأَذَى»

اور اصبغ بن فرج نے بیان کیا کہ مجھے عبداللہ بن وہب نے خبر دی، انہیں جریر بن حازم نے، انہیں ایوب سختیانی نے، انہیں محمد بن سیرین نے کہ ہم سے سلمان بن عامر الضبی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لڑکے کے ساتھ اس کا عقیقہ ہے اس لیے اس کی طرف سے خون بہاؤ اور وَأَمِيطُوا عَنْهُ الأَذَى

جواب

یہ روایت امام بخاری کے نزدیک صحیح ہے لیکن اس میں کچھ مسائل ہیں

اس کے متن میں الفاظ کا مفہوم نہیں پتا کتاب مشکل الآثار میں طحاوی لکھتے ہیں
فَحَرَصْتُ أَنْ أَعْلَمَ مَا " أَمِيطُوا عَنْهُ " فَلَمْ أَجِدْ أَحَدًا يُخْبِرُنِي
ہمیں کوئی نہیں ملا جس کو وَأَمِيطُوا کی خبر ہو
پھر وہ ایک قول پیش کرتے ہیں
الَّذِي أُمِرَ بِإِمَاطَتِهِ عَنْ رَأْسِ الْمَوْلُودِ هُوَ الدَّمُ الَّذِي كَانَ يُلَطَّخُ بِهِ رَأْسُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ
کہ حکم دیا گیا ہے کہ مولود کے سر پر خون لیپا جاتا ہے جیسا ایام جاہلیت میں ہوتا تھا

اس روایت کو ابن سیرین نے صحابی عامر الضبی سے روایت کیا ہے
یہی روایت ان کی بہن بھی عامر الضبی سے روایت کرتی ہیں لیکن ان کے درمیان ایک راوی ہے
حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ، عَنِ الرَّبَابِ، عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ
جس سے گمان غالب ہے کہ ابن سیرین نے بھی کسی واسطے سے عامر رضی اللہ عنہ سے سنا ہو گا

الرباب أم الرائح مجهول ہیں جن سے ابن سیرین کی بہن نے روایت کیا ہے

حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ اپنے بھائی سے روایت نہیں کرتیں لیکن ابن سیرین ان سے روایت کرتے ہیں
حفصہ گمان غالب ابن سرین سے بڑی ھیں ان کی وفات بھی ابن سیرین سے پہلے ھوئی ھے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عقیقہ کیا تھا ؟

جواب

سنن الکبری البیہقی اور مسند البزاز کی روایت ہے

حَدَّثنا سُهَيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْجَارُودِيُّ أَبُو الْخَطَّابِ، حَدَّثنا عوف بن مُحَمد المراري، حَدَّثنا عَبد اللَّهِ بْنُ الْمُحَرَّرِ، عَن قَتادة، عَن أَنَس؛ أَن النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم عَقَّ عَنْ نَفْسِهِ بَعْدَ مَا بُعِثَ نَبِيًّا.
وَحَدِيثَا عَبد اللَّهِ بْنِ مُحَرَّرٍ لَا نَعْلَمُ رَوَاهُمَا أَحَدٌ، عَن قَتادة، عَن أَنس غَيْرَهُ، وهُو ضَعِيفُ الْحَدِيثِ جِدًّا، وَإِنَّمَا يُكْتَبُ مِنْ حَدِيثِهِ مَا لَيْسَ عِنْدَ غَيْرِهِ.

اس میں عَبد اللَّهِ بْنِ مُحَرَّرٍ ہے – اس کی سند پر بیہقی اور البزاز جرح کرتے ہیں

شرح مشکل الاثار از طحاوی کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَنْصُورٍ الْبَالِسِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُثَنَّى بْنِ أَنَسٍ، عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسٍ: " أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنْ نَفْسِهِ بَعْدَمَا جَاءَتْهُ النُّبُوَّةُ
الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ، نے کہا ہم سے بیان کیا انہوں نے سے انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا عقیقہ خود کیا نبوت ا جانے کے بعد

امام عقیلی کتاب الضعفاء الکبیر میں لکھتے ہیں
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُثَنَّى الْأَنْصَارِيُّ عَنْ ثُمَامَةَ وَغَيْرِهِ وَلَا يُتَابَعُ عَلَى أَكْثَرِ حَدِيثِهِ، يَعْنِي عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْمُثَنَّى الْأَنْصَارِيَّ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُثَنَّى الْأَنْصَارِيُّ عَنْ ثُمَامَةَ وَغَيْرِهِ اس کی روایت کی متابعت نہیں ہے
کتاب العلل المتناهية في الأحاديث الواهية اور الموضوعات میں ابن جوزی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے

کتاب کے مطابق اس طرق میں راوی عبد الله بن المثنى سخت ضعیف ہے

ثَانِيهمَا منْ رِواية أَبِي بكر الْمُسْتَمْلي، عن الهيثم بن جميل، وداوُد بن المُحبَّر، قالا: حدَّثنا عبد الله بن المثنى، عن ثُمَامَة، عن أنسٍ، وداوُد ضَعِيف، لَكِنَّ الْهَيْثم ثِقَة، وعبد الله منْ رِجال الْبُخَارِي، فالحدِيث قوِيّ الإِسْناد، وَقَدْ أخرجهُ مُحَمَّد بن عبد الملِك بن أَيْمَن، عن إِبراهِيم بن إِسْحاق السَّرَّاج، عن عمرو النَّاقِد، وأخرجهُ الطَّبرانِيُّ فِي "الأوسط"، عن أحمد بن مَسْعُود، كِلاهُما عن الهيثم بن جَمِيل، وَحْده بِهِ، فَلَوْلا مَا فِي عبد الله بن المُثَنَّى منْ المَقَال، لَكَانَ هَذَا الحدِيث صحِيحًا،

لكِن قَدْ قَالَ ابنُ معِين: ليس بِشَيْءٍ، وَقَالَ النَّسائِيُّ: لَيْسَ بِقوِيٍّ، وَقَالَ أبُو داوُد: لا أُخْرِجُ حدِيثه، وَقَالَ السَّاجِيُّ: فِيهِ ضَعْف لم يَكُنْ منْ أَهْل الْحَدِيث، روى مَناكِير، وَقَالَ العُقَيْلِيّ: لا يُتَابَع عَلَى أَكْثَرِ حدِيثه، قَالَ ابن حَبَّان فِي "الثِّقات": رُبَّما أخْطَأ، وَوَثَّقهُ العِجلِيُّ، والتِّرْمِذِيّ، وَغيرهما

ثُمَامَةَ بْنِ أَنَسٍ کے بارے میں کہا جاتا ہے اس کا سماع انس رضی الله عنہ سے نہیں ہے البتہ امام بخاری کے نزدیک سماع ہے

كتاب تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي میں اہل حدیث علماء اس کو رسول الله کے لئے خاص کرتے ہیں
إِنْ صَحَّ هَذَا الْخَبَرُ كَانَ مِنْ خَصَائِصِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حسن و حسین کی پیدائش پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیقہ کیا

جواب

سنن نسائی کی روایت ہے کہ حسن و حسین کی پیدائش پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیقہ کیا اور دو دو دنبے ذبح کے

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ هُوَ ابْنُ طَهْمَانَ، عَنْ الْحَجَّاجِ بْنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: "عَقَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بِكَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ

البانی اس کو ابو داود کی روایت سے زیادہ صحیح کہتے ہیں جبکہ سند میں تین مدلسین ہیں قتادہ اور عکرمہ اور إِبْرَاهِيمُ ابْنُ طَهْمَانَ
تینوں نے عن سے روایت کیا ہے لہذا ضعیف ہے

عقیقہ کرنا والدین کا کام ہے نانا کا نہیں- دوسرے حسن حسین ایک ساتھ نہیں الگ الگ سال میں پیدا ہوئے

عقیقہ پر فقہاء کا اختلاف ہے کہ یہ کرنا سنت بھی ہے یا نہیں
اس کی روایت کی سند مظبوط نہیں اور احناف میں إمام محمد کے نزدیک یہ ایام جاہلیت میں عربوں ایک رسم تھی
قَالَ مُحَمَّدٌ: أَمَّا الْعَقِيقَةُ فَبَلَغَنَا أَنَّهَا كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَقَدْ فُعِلَتْ فِي أَوَّلِ الإِسْلامِ ثُمَّ نَسَخَ الأَضْحَى كُلَّ ذَبْحٍ كَانَ قَبْلَهُ، وَنَسَخَ صَوْمُ شَهْرِ رَمَضَانَ كُلَّ صَوْمٍ كَانَ قَبْلَهُ، امام محمد کہتے ہیں جہاں تک عقیقہ کا تعلق ہے تو ہم تک پہنچا ہے کہ یہ جاہلیت میں ہوتا تھا اور پھر اسلام کے شروع میں اس پر عمل تھا پھر قربانی نے اس کو منسوخ کر دیا اور رمضان کے روزوں نے پچھلے تمام روزوں کو منسوخ کیا[1]

---

[1]

المُسيب بن شَرِيك المتوفى ١٢٦ ھ کی سنن الكبرى بیہقی کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدٍ الْمَالِينِيُّ، أنبأ أَبُو أَحْمَدَ بْنُ عَدِيٍّ الْحَافِظُ، أنبأ الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ، ثنا الْمُسَيَّبُ بْنُ وَاضِحٍ، ثنا الْمُسَيِّبُ بْنُ شَرِيكٍ، عَنْ عُتْبَةَ بْنِ الْيَقْظَانِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " نَسَخَتِ الزَّكَاةُ كُلَّ [ص:440] صَدَقَةٍ فِي الْقُرْآنِ , وَنَسَخَ غُسْلُ الْجَنَابَةِ كُلَّ غُسْلٍ , وَنَسَخَ صَوْمُ رَمَضَانَ كُلَّ صَوْمٍ , وَنَسَخَ الْأَضْحَى كُلَّ ذَبْحٍ "
اس سند میں مسیب بن شریک پر جرح ہے

محمد بن الحسن الشيباني (189 ھ) کو بھی یہ روایت ملی - اس کا ذکر امام محمد نے موطا میں کیا ہے البتہ سند نہیں دی لیکن متن دیا ہے - ظاہر ہے
عَنْ عُتْبَةَ بْنِ الْيَقْظَانِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی سند سے یہ روایت صحیح یا حسن درجہ پر ہے

علی رضی اللہ عنہ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
زکوات نے قرآن میں وارد صدقات کو منسوخ کر دیا

امام مالک موطآ میں کہتے ہیں

قَالَ مَالِكٌ: " الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْعَقِيقَةِ أَنَّ: مَنْ عَقَّ فَإِنَّمَا يَعُقُّ عَنْ وَلَدِهِ بِشَاةٍ شَاةٍ الذُّكُورِ وَالْإِنَاثِ، وَلَيْسَتِ الْعَقِيقَةُ بِوَاجِبَةٍ، وَلَكِنَّهَا يُسْتَحَبُّ الْعَمَلُ بِهَا، وَهِيَ مِنَ الْأَمْرِ الَّذِي لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ النَّاسُ عِنْدَنَا، فَمَنْ عَقَّ عَنْ وَلَدِهِ، فَإِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ النُّسُكِ وَالضَّحَايَا لَا يَجُوزُ فِيهَا عَوْرَاءُ وَلَا عَجْفَاءُ، وَلَا مَكْسُورَةٌ وَلَا مَرِيضَةٌ، وَلَا يُبَاعُ مِنْ لَحْمِهَا شَيْءٌ، وَلَا جِلْدُهَا وَيُكْسَرُ عِظَامُهَا، وَيَأْكُلُ أَهْلُهَا مِنْ لَحْمِهَا، وَيَتَصَدَّقُونَ مِنْهَا، وَلَا يُمَسُّ الصَّبِيُّ بِشَيْءٍ مِنْ دَمِهَا "

ہمارے نزدیک عقیقہ واجب نہیں ہے بلکہ اس پر عمل ہے اور لوگ اس کو کرتے ہیں

امام محمد کے نزدیک منسوخ عمل ہے اور اس پر عمل ضروری نہیں اور یہی بات امام مالک نےکہی ہے کہ عمل مستحب ہے ضروری نہیں ہے

مالک موطآ میں کہتے ہیں

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ: «وَزَنَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعْرَ حَسَنٍ، وَحُسَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، وَزَيْنَبَ، وَأُمِّ كُلْثُومٍ، فَتَصَدَّقَتْ بِوَزْنِ ذَلِكَ فِضَّةً»

جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ نے اپنے باپ محمد بن حنفیہ سے روایت کیا کہ فاطمہ رضی الله عنہا نے حسن اور حسین اور زینب اور ام کلثوم کے بال لئے ان کا وزن کیا اور ان کے برابر صدقه کیا

روایت معلول ہے جو بات علی رضی الله عنہ کو کرنی چاہیے وہ بات محمد بن حنفیہ اپنی سوتیلی ماں کے لئے بتا رہے ہیں کہ انکی سوتیلی ماں فاطمہ نے نہ صرف اپنے بیٹوں کے کے بال لئے بلکہ انکی بہنوں کے بال بھی لئے

خیال رہے کہ محمد بن حنفیہ علی رضی عنہ کے بیٹے ہیں جو حنفیہ کے بطن سے ہیں جن سے علی نے فاطمہ کی وفات کے بعد نکاح کیا لہذا یہ منقطع روایت ہے

ترمذی میں اسکی سند منقطع ہے کیونکہ وہاں راوی ابوجعفر الصادق محمد بن علی بن حسین نے علی بن ابی طالب کو نہیں پایا ہے۔

مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ قَالَ: فَسَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ فَحَدَّثَنِي، عَنْ أَبِي رَافِعٍ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ لَمَّا وُلِدَ أَرَادَتْ أُمُّهُ (1) فَاطِمَةُ (2) أَنْ تَعُقَّ عَنْهُ بِكَبْشَيْنِ، فَقَالَ: " لَا تَعُقِّي عَنْهُ، وَلَكِنْ احْلِقِي شَعْرَ رَأْسِهِ، ثُمَّ تَصَدَّقِي بِوَزْنِهِ مِنَ الْوَرِقِ فِي سَبِيلِ اللهِ "، ثُمَّ وُلِدَ حُسَيْنٌ بَعْدَ ذَلِكَ فَصَنَعَتْ مِثْلَ ذَلِكَ

غسل جنابت نے ہر غسل کو منسوخ کر دیا
رمضان نے پچھلے روزوں کو منسوخ کر دیا
ذو الحجہ کی قربانی نے پچھلی قربانیوں کو منسوخ کر دیا
مصنف عبد الرزاق میں یہ علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے

قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: وَسَمِعْتُ رَجُلًا، يُحَدِّثُ مَعْمَرًا قَالَ: أَخْبَرَنِي الْأَشْعَثُ، وَالْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَأَةَ، أَنَّهُمَا سَمِعَا أَبَا إِسْحَاقَ، يُحَدِّثُ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ، أَنَّهُ قَالَ: «نَسَخَ رَمَضَانُ كُلَّ صَوْمٍ، وَنَسَخَتِ الزَّكَاةُ كُلَّ صَدَقَةٍ، وَنَسَخَ الْمُتْعَةَ الطَّلَاقُ وَالْعِدَّةُ وَالْمِيرَاثُ». قَالَ: وَسَمِعْتُ غَيْرَ الْحَجَّاجِ، يُحَدِّثُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: «وَنَسَخَتِ الضَّحِيَّةُ كُلَّ ذَبْحٍ»

شعیب الأرنؤوط اس کو عبد الله بن محمد بن عَقِيل کی وجہ سے ضعیف کہتے ہیں

جہاں تک نومولود کے سر کے بال کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرنے کا سوال ہے تو یہ ثابت نہیں ہے

عقیقہ کرنا فرض ہے یا نہیں ؟

صحیح بخاری کی کتاب کتاب العقیقہ میں تشریح لکھی ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک عقیقہ سنت نہیں ہے اور پھر انہوں نے لکھا کہ علماء کے نزدیک اس سے مراد سنت موکدہ نہیں ہے یعنی وہ بدعت نہیں کہتے

جواب

عقیقہ کرنا فرض نہیں- إمام محمد کے نزدیک یہ ایام جاہلیت میں عربوں ایک رسم تھی
قَالَ مُحَمَّدٌ: أَمَّا الْعَقِيقَةُ فَبَلَغَنَا أَنَّهَا كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَقَدْ فُعِلَتْ فِي أَوَّلِ الإِسْلامِ ثُمَّ نَسَخَ الأَضْحَى كُلَّ ذَبْحٍ كَانَ قَبْلَهُ، وَنَسَخَ صَوْمُ شَهْرِ رَمَضَانَ كُلَّ صَوْمٍ كَانَ قَبْلَهُ،

امام محمد کہتے ہیں جہاں تک عقیقہ کا تعلق ہے تو ہم تک پہنچا ہے کہ یہ جاہلیت میں ہوتا تھا اور پھر اسلام کے شروع میں اس پر عمل تھا پھر قربانی نے اس کو منسوخ کر دیا اور رمضان کے روزوں نے پچھلے تمام روزوں کو منسوخ کیا

پہلے عمل سے مراد عاشورا کا روزہ اور عقیقہ ہے- یہ امام محمد کے نزدیک نفلی روزہ اور نفلی صدقہ ضرور ہے لیکن منسوخ عمل ہے یعنی واجب نہیں ہے – امام محمد کا موقف ہے کہ عقیقہ یا نفلی عاشورا کا روزہ کوئی چاہے تو کرے نہ چاہے تو نہ کرے - اس کو فقہ میں تَطَوُّعٌ یا volunteer act کہا جاتا ہے

اس قول کے تحت عقیقہ سنت موکدہ نہیں ہے نفلی عمل رہے گا

امام مالک موطآ میں کہتے ہیں
قَالَ مَالِكٌ: " الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْعَقِيقَةِ أَنَّ: مَنْ عَقَّ فَإِنَّمَا يَعُقُّ عَنْ وَلَدِهِ بِشَاةٍ شَاةٍ الذُّكُورِ وَالْإِنَاثِ، وَلَيْسَتِ الْعَقِيقَةُ بِوَاجِبَةٍ، وَلَكِنَّهَا يُسْتَحَبُّ الْعَمَلُ بِهَا، وَهِيَ مِنَ الْأَمْرِ الَّذِي لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ النَّاسُ عِنْدَنَا، فَمَنْ عَقَّ عَنْ وَلَدِهِ، فَإِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ النُّسُكِ وَالضَّحَايَا لَا يَجُوزُ فِيهَا عَوْرَاءُ وَلَا عَجْفَاءُ، وَلَا مَكْسُورَةٌ وَلَا مَرِيضَةٌ، وَلَا يُبَاعُ مِنْ لَحْمِهَا شَيْءٌ، وَلَا جِلْدُهَا وَيُكْسَرُ عِظَامُهَا، وَيَأْكُلُ أَهْلُهَا مِنْ لَحْمِهَا، وَيَتَصَدَّقُونَ مِنْهَا، وَلَا يُمَسُّ الصَّبِيُّ بِشَيْءٍ مِنْ دَمِهَا "
ہمارے نزدیک عقیقہ واجب نہیں ہے بلکہ اس پر عمل ہے اور لوگ اس کو کرتے ہیں

امام محمد کے نزدیک منسوخ عمل ہے اور اس پر عمل ضروری نہیں - امام مالک نےکہا کہ عمل مستحب ہے ضروری نہیں ہے

امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک اس کی فرضیت منسوخ ہے اب یہ تطوع ہے - امام مالک کے نزدیک اگرچہ ایام جاہلیت میں اس کو کیا گیا اب مستحب ہے

میری رائے یہ ہے کہ عقیقہ اہل جاہلیت کا عمل تھا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا نہ کسی حدیث میں ہے کہ اپنے بیٹے ابراہیم بن محمد کا عقیقہ کیا ہو

سوال

امام بخاری لائے ہیں کہ عقیقہ والی حدیث حسن بصری نے صحابی سمرہ بن جندب سے بھی سنی ہے

((قال امرتنی ابن سیرین ان اسال الحسن: ممن سمع حدیث العقیقة؟ فسالته فقال: من سمره بن جندب))۔

دوسری بات آپ نے ابن سیرین کو مدلس قرار دیا ہے لیکن بخاری نے ابن سیرین کا سلیمان بن عامر الضبي سے سماع ثابت کیا ہے۔

وَقَالَ أَصْبَغُ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، حَدَّثَنَا سَلْمَانُ بْنُ عَامِرٍ الضَّبِّيُّ،

جواب

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الأَسْوَدِ، حَدَّثَنَا قُرَيْشُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ، قَالَ: أَمَرَنِي ابْنُ سِيرِينَ: أَنْ أَسْأَلَ الحَسَنَ: «مِمَّنْ سَمِعَ حَدِيثَ العَقِيقَةِ؟ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: «مِنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ

حسن بصری کا سماع سمرہ سے ثابت نہیں ہے

علل از ابن ابی حاتم میں ہے

وسُئِلَ أَبِي عَنْ حديثِ الحسنِ ، عَنْ سَمُرَةَ .... قَالَ أَبِي: لَيْسَ هَذَا الحديثُ عِنْدِي بِصَحِيحٍ ؛ وَهَذَا عِنْدِي مُرسَلٌ

ابی حاتم نے کہا یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور یہ مرسل ہے

حسن بصری نے سمرہ سے ارسال کیا ہے

امام شعبة جو بصرہ کے ہی ہیں ان کا کہنا ہے

لم يسمع الحسن من سمرة

سَمِعت يحيى يَقُول قَالَ أَبُو النَّضر هَاشم بن الْقَاسِم عَن شُعْبَة قَالَ لم يسمع الْحسن من سَمُرَة

تاريخ ابن معين (رواية الدوري

ابن حبان کا کہنا ہے

صحيحة113/5): الْحَسَنُ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ سَمُرَةَ شَيْئًا

حسن نے سمرہ سے کچھ نہیں سنا

ابن معين كتاب من كلام أبي زكريا يحيى بن معين في الرجال (رواية طهمان) میں کہتے ہیں

الْحسن لم يسمع من سَمُرَة وَكِلَاهُمَا لَيْسَ بِشَيْء لَو كَانَ الْحسن سمع من سَمُرَة كَانَ أحب إِلَيّ

حسن نے سمرہ سے نہیں سنا یہ سب جو روایت کیا بے کار ہے اگر حسن نے سمرہ سے سنا ہوتا تو مجھ کو محبوب ہوتا

تاريخ ابن معين (رواية الدوري) میں ہے

سَمِعت يحيى يَقُول لم يسمع الْحسن من سَمُرَة شَيْئا هُوَ كتاب

حسن نے سمرہ سے نہیں سنا ان کو کتاب ہتھے لگی

البدر المنیر میں ابن ملقن نے لکھا ہے

وَرَوَى أَبُو إِسْحَاق الصريفيني، عَن ابْن عون قَالَ: دخلت عَلَى الْحسن فَإِذا بِيَدِهِ صحيفَة فَقلت: مَا هَذَا؟ فَقَالَ: هَذِه صحيفَة كتبهَا سَمُرَة لِابْنِهِ. قَالَ: فَقلت: سمعته من (سَمُرَة قَالَ: لَا، فَقلت: سمعته من) ابْنه؟ فَقَالَ: لَا

ابن عون نے کہا میں حسن بصری کے پاس داخل ہوا تو ان کے ہاتھ میں صحیفہ تھا کہا یہ کیا ہے بولے یہ صحیفہ نے جو سمرہ نے اپنے بیٹے کے لئے لکھا تھا میں نے کہا کیا تم نے اس کو سمرہ سے سنا تھا ؟ حسن نے کہا : نہیں – میں نے کہا کیا ان کے بیٹے سے سنا تھا ؟ حسن نے کہا نہیں

آپ اگر اس سماع کو تسلیم کرتے ہیں تو آج سے نماز میں دو سکتے شروع کریں کیونکہ ہم دو سکتے اسی لئے نہیں کرتے کہ ہمارے نزدیک سماع حسن ثابت نہیں ہے

سَكْتَةً إِذَا كَبَّرَ، وَسَكْتَةً إِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَتِهِ عِنْدَ رُكُوعِهِ

سکتہ جب امام تکبیر کہے اور جب قرات سے فارغ ہو

بخاری نے جو روایت دی اس کی سند میں قُرَيْشُ بْنُ أَنَسٍ، ہے جو مختلط ہو گیا تھا اور ابن حبان نے کہا

اس کی منفرد روایت چھوڑ دی جائے

كان شيخا صدوقا إلا أنه اختلط في آخر عمره، حتى كان لا يدرى ما يحدث به.

بقى ست سنين في اختلاطه فظهر في روايته أشياء مناكير لا تشبه حديثه القديم، فلما ظهر ذلك من غير أن يتميز مستقيم حديثه من غيره لم يجز الاحتجاج به فيما انفرد.

حسن بصری نے سمرہ سے سنا اسی سند سے معلوم ہوا ہے اور یہ منفرد قول ہے

عبد الله بن أبي الأسود نے کب قریش سے سنا معلوم نہیں ہے

ابن سیرین تو مشہور مدلس ہیں اور میں نے ہی نہیں کہا مدلسین پر کتب موجود ہیں ان کو دیکھ سکتے ہیں

امام بخاری نے سند دی ہے

وَقَالَ أَصْبَغُ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، حَدَّثَنَا سَلْمَانُ بْنُ عَامِرٍ الضَّبِّيُّ،

اس سے انہوں نے ثابت کیا کہ ابن سیرین کا سماع سلمان سے ہے

اور یہ واحد سند ہے جس میں ابن سیرین سے حدثنا نقل کیا گیا ہے

لیکن اس سند کا مسئلہ ہے کہ اس میں ایوب ہے جو مدلس ہے اور اس کا عنعنہ ہے- لہذا یہ سماع ثابت نہیں ہوا

دوم ابن سرین کی بڑی بہن حفصہ تک کا سماع سلمان سے براہ راست نہیں ہے بلکہ ایک عورت الرباب ان دونوں کے درمیان ہے

جبکہ یہ سب بصری ہیں

نصب الراية میں الزيلعي کہتے ہیں

سَمِعَ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ مِنْ جَمَاعَةٍ مِنْ الصَّحَابَةِ، وَرَوَى عَنْ جَمَاعَةٍ آخَرِينَ لَمْ يُدْرِكْهُمْ، وَكَانَ صَادِقًا مُتَأَوِّلًا فِي ذَلِكَ، فَيَقُولُ: حَدَّثَنَا. وَخَطَبَنَا.، وَيَعْنِي قَوْمَهُ الَّذِينَ حَدَّثُوا وَخَطَبُوا بِالْبَصْرَةِ

حسن بصری نے صحابہ کی ایک جماعت سے سنا اور ایک جماعت سے روایت کیا جن سے ملاقات نہیں ہوئی اور یہ سچے تھے پس کہہ دیتے حدثنا اور خطبنا یعنی ایک قوم جو بصرہ میں بیان کرتی یا تقریر کرتی

یعنی بصرہ میں کی گئی تقریر چاہے سنی ہو یا نہ سنی ہو اس کو بھی اس اس طرح لیا جاتا کہ گویا ان سے روایت ہو گیا- سلمان بن عامر کو صحابی بتا کر ابن سیرین اور ان کی بہن حفصہ نے ایک مجھول عورت الرباب کی سند سے سلمان سے روایت کیا ہے ورنہ کسی اور مسلمان کو سلمان کا علم نہیں - دوم حسن بصری بھی اسی

شہر میں ہیں لیکن ان کو یہ صحابی نہیں ملے نہ کسی اور بصری نے ان سے روایت کیا ہے- سلمان سے ایک عبد العزیز نے بھی روایت کیا ہے - میزان میں ہے عبد العزيز بن بشير بن كعب - قال علي بن المديني: مجهول- لب لباب ہوا کہ دو مجہول اور ایک ابن سیرین نے سلمان سے روایت کیا ہے- یہ کل کائنات ہے- یہ صحابی اگر بصرہ میں ہی تھے تو کسی اور محدث نے ان صحابی سے روایت کیوں نہیں کیا ؟

امام بخاری نے سند دی ہے

وَقَالَ أَصْبَغُ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، حَدَّثَنَا سَلْمَانُ بْنُ عَامِرٍ الضَّبِّيُّ،

اس سے انہوں نے ثابت کیا کہ ابن سیرین کا سماع سلمان سے ہے

اور یہ واحد سند ہے جس میں ابن سیرین سے حدثنا نقل کیا گیا ہے- لیکن اس سند کا مسئلہ ہے کہ اس میں ایوب ہے جو مدلس ہے اور اس کا عنعنہ ہے- لہذا یہ سماع ثابت نہیں ہوا - عقیقہ کی اس روایت کو ایوب کو حدثنا یا اخبرنا سے روایت کرنا پڑے گا پھر سماع ثابت ہو گا - تعريف اهل التقديس بمراتب الموصوفين بالتدليس

المؤلف: أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني (المتوفى: 852هـ) میں ہے ایوب کا شمار مدلسین میں کیا گیا ہے - ایوب کی تدلیس کا عالم دیکھیں - علل ابی حاتم میں ہے

قَالَ : حَدَّثَنِي بِهِ أَيُّوبُ ، فَلَقِيتُ أَيُّوبَ ، فَسَأَلْتُهُ ، فَحَدَّثَنِي بِهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقُلْتُ لأَيُّوبَ : سَمِعْتَ مِنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ؟ قَالَ : لا ، حَدَّثَنِي بِهِ أَبُو بِشْرٍ

ابی حاتم نے کہا: ایوب نے اس کو روایت کیا – شعبہ نے کہا میں ایوب سے ملا اور سوال کیا ایوب نے سعید بن جبیر سے روایت کیا عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – میں نے کہا :کیا تم نے سعید بن جبیر سے سنا تھا ؟ ایوب نے کہا نہیں- مجھے یہ روایت ابو بشر سے ملی

معلوم ہوا کہ جس سند سے امام بخاری نے تدلیس ابن سیرین کو ختم کیا ہے اس میں تدلیس ایوب کا مسئلہ موجود ہے

ذو الحجه میں قربانی کیا سنت ابراہیمی ہے ؟

جواب

قرآن میں ہے ابراہیم علیہ السلام کی آزمائش ہوئی اور اسمعیل علیہ السلام اس وقت چھوٹے تھے

سورة الصافات
إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْبَلاءُ الْمُبِينُ (106) وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ
اس میں کھلی آزمائش تھی اور ہم نے اس کا فدیہ کیا ایک عظیم ذبح سے

اس کے بعد جب کعبہ تعمیر کیا اس وقت دونوں نے دعا کی کہ ان کو اس گھر کے مناسک سکھا

اس میں قربانی کا حکم، اللہ کی بڑآئی ہے

تابعین کے اقوال ہیں کہ ایک بہت بڑا دنبہ آیا اس کو ذبح کیا گیا

قرآن میں سورہ الصافات میں ہے
وفديناه بذبح عظيم 107
هم نے اس کا فدیہ ایک عظیم ذبح سے کر دیا

یعنی ابراہیم علیہ السلام نے اس حکم پر عمل کیا اور کوئی دنبہ اس وقت حکم دیا گیا کہ ذبح کر دو

وہ دنبہ جنت سے آیا یا وہ کوئی عظیم الجثہ تھا غیر ضروری باتیں ہیں

مسند احمد کی روایت میں قربانی کو ابراہیم علیہ السلام کی سنت کہا گیا ہے
حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا سَلَّامُ بْنُ مِسْكِينٍ، عَنْ عَائِذِ اللهِ الْمُجَاشِعِيِّ، عَنْ أَبِي دَاوُدَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: قُلْتُ: أَوْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ مَا هَذِهِ الْأَضَاحِيُّ؟ قَالَ: " سُنَّةُ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ". قَالُوا: مَا لَنَا مِنْهَا؟ قَالَ: " بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ ". قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ فَالصُّوفُ؟ قَالَ: " بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوفِ حَسَنَةٌ

زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کہا یا ہم نے کہا یہ قربانیاں کیا ہیں رسول اللہ ؟ فرمایا تمہارے باپ ابراہیم کی سنت ہیں – ہم نے کہا ہمارے لئے اس میں کیا ہے ؟ فرمایا ہر بال پر نیکی ہے – ہم نے کہا اور اون پر ؟ فرمایا اس کے اون کے ہر بال پر بھی نیکی ہے

یہ روایت البانی، الذھبی ، شعیب کے نزدیک ضعیف ہے- الذھبی کہتے ہیں اس کی سند میں عائذ الله قال أبو حاتم منكر الحديث جو منکر الحدیث ہے

یہ روایت عید الاضحی پر سب ہی سناتے ہیں جبکہ یہ صحیح نہیں ہے

قربانی کا تعلق سنت ابراہیمی سے نہیں ہے- قربانی کا تعلق الله تعالی کے شکر سے ہے جس کا تعلق حج سے ہے اور جو حج نہیں کر رہے ان کو بھی الله کی کبریائی بیان کرنے کا حکم دیا گیا ہے- سورہ حج میں اس کی یہی وجہ بیان کی گئی ہے- سورہ حج مدنی سورہ ہے اور یہ غزوہ بدر سے قبل نازل ہوئی ہے اس میں حج کی رسوم کو ابراہیم کے ذریعہ جاری کرنے کی تفصیل ہےکیونکہ کعبہ سے متعلق ان کی دعا تھی

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۖ

اے ہمارے رب ہم کو اپنا مطیع بنا اور ہماری نسل کو اپنا مطیع بنا اور ہم کو اس کے مناسک دیکھا اور ہماری توبہ قبول کر
سورہ البقرہ

پھر سورہ الحج میں ہے
ذَٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ عِندَ رَبِّهِ وَأُحِلَّتْ لَكُمُ الْأَنْعَامُ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ

اس طرح، اور جو الله کے حرمات کی تعظیم کرے تو یہ اس کے رب کی طرف سے اس کے لئے بہتر ہے اور تمہارے لئے چوپائے حلال ہیں سوائے ان کے جن کا ذکر ہو چکا – پس بتوں کی گندگی سے بچو اور جھوٹ سے بچو

اور
وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ

اور ہم نے ہر امت کے لئے مناسک مقرر کیے ہیں کہ الله کا نام ان جانور چوپایوں پر لیں جو ان کو دیے گئے- پس تمہارا الہ ایک ہے اس کے مطیع بنو
اور
وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُم مِّن شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذَٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ

اور ان بدنوں (حلال جانوروں کے جسموں) کو ہم نے شَعَائِرِ اللَّهِ میں سے کر دیا ہے – اس میں تمھارے لئے خیر ہے – پس ان پر اللہ کا نام لو

یعنی جانوروں کو ذبح کرنا اللہ کا شکر ادا کرنا ہے اسلام اور ہدایت پر جو عربوں کو ابراہیم علیہ السلام کی وجہ سے ملی اور اس کی تجدید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہوئی- جو حاجی ہے اس پر یہ فرض ہے اور مقیم پر واجب ہے

ایک صاحب کہنا ہے کہ قرآن میں حج کے علاوہ کہیں بھی قربانی کی دلیل نہیں

جواب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل سنت سے معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی ہے اور ان کے اصحاب نے بھی کی ہے جبکہ حج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک ہی کیا ہے- حج سے متعلق احکام میں ہے کہ اس کے مہینوں میں جنگ نہ کی جائے تو کیا یہ حکم حاجیوں کے لئے ہے عام مسلمانوں کے لئے نہیں ہے ؟

اسی طرح سورہ حج میں جب قربانی کا ذکر ہے تو ہے

ولتکبروا اللہ علی ما هداکم ولعلکم تشکرون

أور اللہ کی تکبیر کرو إس هدایت پر جو اس نے دی اور شکر کرو

سورہ حج میں تکبیر کا حکم ہے اور ہدایت ہم سب کو ملی چاہے حاجی ہو یا غیر حاجی اس لئے قربانی پر تکبیر کہے جائے گی اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے- عرب میں سبزیاں ہر مقام پر نہیں ملتی تھیں- مکہ تو بے اب وادی ہے اس میں پھل دار درخت اور سبزی کے درخت نہیں ہیں - وہاں کھانے میں جانور کو ذبح کر کے ہی کھایا جاتا تھا

گائے کی قربانی میں کل کتنے حصے ہیں دس یا سات ؟

حَدَّثَنَا هَدِيَّةُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ: أَنْبَأَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَنْبَأَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ، عَنْ عِلْبَاءَ بْنِ أَحْمَرَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَحَضَرَ الْأَضْحَى، فَاشْتَرَكْنَا فِي الْجَزُورِ، عَنْ عَشَرَةٍ، وَالْبَقَرَةِ، عَنْ سَبْعَةٍ»

عبدا للہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ اتنے میں عید الاضحی آگئی ، تو ہم اونٹ میں دس آدمی، اور گائے میں سات آدمی شریک ہوگئے

جواب

ابن ماجہ کی حدیث ہے البانی اس کو صحیح کہتے ہیں

حَدَّثَنَا هَدِيَّةُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ: أَنْبَأَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَنْبَأَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ، عَنْ عِلْبَاءَ بْنِ أَحْمَرَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: «كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَحَضَرَ الْأَضْحَى، فَاشْتَرَكْنَا فِي الْجَزُورِ، عَنْ عَشَرَةٍ، وَالْبَقَرَةِ، عَنْ سَبْعَةٍ»

عبدا للہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ اتنے میں عید الاضحی آگئی ، تو ہم اونٹ میں دس آدمی، اور گائے میں سات آدمی شریک ہوگئے

اس روایت کی سند میں الحسين بن واقد ہے جو اگر اسی روایت میں منفرد ہو تو محدثین اس کو قبول نہیں کرتے

البيهقي کا قول ہے

حديث عكرمة يتفرد به الحسين بن واقد عن علباء بن أحمر، وحديث جابر أصح،

البيهقي کے مطابق جابر کی حدیث اس سے زیادہ صحیح ہے

سنن ابن ماجہ اور مسند احمد کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: نَحَرْنَا بِالْحُدَيْبِيَةِ، مَعَ النَّبِيِّ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ، وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ
اس کے مطابق اونٹ میں یا گائے میں سات حصے ہیں دس نہیں

اسی قول کو المغنی میں بیان کیا گیا ہے
وهذا قول أكثر أهل العلم، روي ذلك عن علي وابن عمر وابن مسعود وابن عباس وعائشة رضي الله عنهم، وبه قال عطاء وطاووس وسالم والحسن وعمرو بن دينار والثوري والأوزاعي والشافعي وأبو ثور وأصحاب الرأي
اکثر اہل علم کا کہنا ہے کہ اونٹ یا گائے میں سات حصے ہیں

دین میں طاق عدد کو پسند کیا گیا ہے

قربانی کے تین دن ہیں یا چار دن ؟

جواب

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ:وَلِکُلِّ اُمَّۃٍ جَعَلْنَا مَنْسَکًا لِّیَذْکُرُوْا اسْمَ اللّٰہِ عَلٰی مَارَزَقَھُمْ مِنْ بَھِیْمَۃِ الْاَنْعَامِ۔سورۃ الحج
ہم نے ہر امت کے لیے قربانی مقرر کردی تاکہ اللہ نے جو چوپائے انہیں دیے ہیں ان پر اللہ کا نام لیا کریں۔

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ عَلَى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الأَنْعَامِ الحج: 28
اور اللہ کا نام لو معلوم دنوں میں چوپایوں پر جو اس نے تم کو دیے ہیں

یوم عرفہ یعنی یوم الحج الاکبر یعنی ۹ ذو الحجہ

یوم نحر یعنی یوم عید الاضحی یعنی ۱۰ ذو الحجہ

ایام التشریق منی میں حج کے بعد کے تین دن ہیں -امام مالک موطا میں ایام تشریق کی وضاحت کرتے ہیں

أَيَّامِ التَّشْرِيقِ إِنَّهُ لَا يُجَمِّعُ فِي شَيْءٍ مِنْ تِلْكَ الْأَيَّامِ

ایام التشریق کیونکہ ان دنوں میں کوئی چیز جمع نہ کی جائے

ابن حجر فتح الباری ج ٤ ص ٢٨٥ میں لکھتے ہیں

وقد اختلف في كونها يومين أو ثلاثة، وسميت أيام التشريق؛ لأن لحوم الأضاحي تشرق فيها أي تنشر عند الشمس

اس میں اختلاف ہے کہ یہ دو دن ہیں یا تین ہیں، اور ان کو ایام تشریق کہا جاتا ہے کیونکہ قربانی کا گوشت سورج نکلتے ہی پھیل جاتا (بٹ جاتا) ہے

بعض کہتے ہیں یہ تین دن ہیں

اس میں اختلا ف ہے کہ یہ کون کون سے دن ہیں بعض کے نزدیک یہ ١٠، ١١ اور ١٢ ہیں اور بعض کے نزدیک ایام التشریق میں یوم عید کے بعد کے تین دن ہیں یعنی ١١ ، ١٢ اور ١٣ ذو الحجہ

اس سلسلے میں ترمذی کی حسن حدیث پیش کی جاتی ہے کہ مُوسَى بْنُ عَلِيٍّ اپنے باپ علی بن رباح بن قصیر اللخمی سے وہ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ وہ نبی صلی الله علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

يوم عرفة ويوم النحر وأيام التشريق عيدنا أهل الإسلام، وهي أيام أكل وشرب
کھانے پینے کے دن ، اہل اسلام کے لئے ہیں یوم عرفہ، یوم نحر اور ایام تشریق
اس سے دلیل لی جاتی ہے کہ نبی صلی الله علیہ وسلم نے ایام تشریق کا یوم نحر سے الگ ذکر کیا ہے لہذا یہ الگ ہیں

اس روایت کو امام احمد بھی مسند میں بیان کرتے ہیں الطحاوی اس روایت کو خاص کرتے ہیں یعنی حاجیوں کے لئے کہتے ہیں

فلما ثبت بهذه الأحاديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: النهي عن صيام أيام التشريق وكان نهيه عن ذلك بمنى والحجاج مقيمون بها
إسحاق بن منصور بن بهرام نے امام احمد سے قربانی کے بارے میں سوال کیا کہ کتنے دن ہے

کتاب مسائل الإمام أحمد بن حنبل وإسحاق بن راهويه کے مطابق

قلت: كم الأضحى؟ ثلاثة أيام
قال: ثلاثة أيام، يوم النحر، ويومان بعده
احمد نے کہا تین دن ، یوم النحر اور اس کے بعد دو دن
یعنی ١٠ ، ١١ اور ١٢ ذو الحجہ ہوئے
عصر حاضر کے وہابی حنابلہ اپنے مرشد ابن تیمیہ کی تقلید میں ایام تشریق میں ١٣ کو بھی شامل کرتے ہیں

ترمذی کی حسن روایت کو امام احمد مسند میں نقل کرتے ہیں لیکن فتوی اس کے بر خلاف دیتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت ان کے نزدیک صحیح نہیں

قربانی کا گوشت تو یوم نحر میں ہی بٹنا شروع ہو جائے گا لہٰذا اس کو ایام تشریق سے الگ نہیں کیا جا سکتا

کتاب شرح مختصر الطحاوي از أبو بكر الرازي الجصاص الحنفي (المتوفى: 370 هـ) کے مطابق امام طحاوی کہتے ہیں

وأيام النحر ثلاثة أيام، يوم النحر ويومان بعده، وأفضلها أولها
اور ایام النحر تین ہیں یوم نحر اور اس کے بعد دو دن اور افضل شروع میں ہے
اس کے بر خلاف امام الشافعی کا کتاب الام میں قول ہے کہ یہ تین دن سے زیادہ ہے

قَالَ الشَّافِعِيُّ : وَالْأُضْحِيَّةُ جَائِزَةٌ يَوْمَ النَّحْرِ وَأَيَّامَ مِنًى كُلَّهَا لِأَنَّهَا أَيَّامُ النُّسُكِ
قربانی جائز ہے یوم النحر اور سارے ایام منی میں کیونکہ یہ قربانی کے دن ہیں
امام الشافعی کی رائے میں منی کے تمام ایام میں کی جا سکتی ہے

امام الشافعی کی رائے قیاس پر مبنی ہے لہذا قرآن کی آیت میں ہے

وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ

(البقرة : 203)
اور معلوم دنوں میں اللہ کا ذکر کرو ۔ تو جو شخص دو دنوں میں جلدی کر لے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں اور جو تأخیر کر لے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ۔

شوافع میں أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ کو أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ سے ملا کر بحث کی جاتی ہے کہ قربانی کے دن تمام ایام منی ہیں – اس کے برعکس احناف ، مالکیہ اور حنابلہ کا موقف ہے کہ قربانی تین دن ہے   یہاں سے فقہاء کا اختلاف شروع ہوتا ہے

غیر مقلدین شوافع سے ایک ہاتھ آگے جا کر تشریق کے دنوں کی تعریف بدلنے کے بعد اس میں زبردستی ۱۳ ذو الحج کو داخل کرتے ہیں اور کہتے ہیں ۱۳ تاریخ میں سورج غروب ہونے سے پہلے قربانی جائز ہے

امام محمّد کتاب الأَصْلُ میں کہتے ہیں

باب التكبير في أيام التشريق

قلت: أرأيت التكبير في أيام التشريق متى هو، وكيف هو، ومتى يبدأ ، ومتى يقطع؟ قال: كان عبد الله بن مسعود يبتدئ به من صلاة الغداة يوم عرفة إلى صلاة العصر من يوم النحر ، وكان علي بن أبي طالب يكبر من صلاة الغداة يوم عرفة إلى صلاة العصر من آخر أيام التشريق ، فأي ذلك ما فعلت فهو حسن ، وأما أبو حنيفة فإنه كان يأخذ بقول ابن مسعود، وكان يكبر من صلاة الغداة يوم عرفة إلى صلاة العصر من يوم النحر، ولا يكبر بعدها، وأما أبو يوسف ومحمد فإنهما يأخذان بقول علي بن أبي طالب.

تشریق کے ایام میں تکبیر کہنا .... کہا تکبیر، عبد اللہ ابن مسعود صلاۃ الغداۃ (نماز فجر) یوم عرفہ کے دن سے یوم نحر میں عصر کی نماز تک کرتے اور علی بن ابی طالب صلاۃ الغداۃ (نماز فجر) میں تکبیر کہتے ایام تشریق نماز عصر کے آخر تک اور اسی طرح حسن کرتے اور جہاں تک ابو حنیفہ کا تعلق ہے تو وہ ابن مسعود کا عمل کرتے اور ... اور امام ابو یوسف اور محمد علی بن ابی طالب کا قول لیتے

قال الإمام محمد: أخبرنا سلام بن سليم الحنفي عن أبي إسحاق السبيعي عن الأسود بن يزيد قال كان عبد الله بن مسعود – رضي الله عنه – يكبر من صلاة الفجر يوم عرفة إلى صلاة العصر من يوم النحر: الله أكبر الله أكبر لا إله إلا الله والله أكبر الله أكبر ولله الحمد. انظر: الحجة على أهل المدينة، 1/ 310؛ ورواه من وجه آخر. انظر: الحجة على أهل المدينة، 1/ 308. وانظر: الآثار لأبي يوسف، 60؛ والمصنف لابن أبي شيبة، 1/ 488؛ ونصب الراية للزيلعي، 2/ 222.

یعنی علی رضی اللہ عنہ ۱۳ نمازوں میں تکبیر کہتے اور ابن مسعود ۸ نمازوں میں تکبیر کہتے

كتاب النتف في الفتاوى از أبو الحسن علي بن الحسين بن محمد السُّغْدي، حنفي (المتوفى: 461هـ کے مطابق

قَالَ ابْن مَسْعُود يَنْتَهِي بهَا الى الْعَصْر من يَوْم النَّحْر وَهِي ثَمَانِي صلوَات وَبِه أَخذ أَبُو حنيفَة وَحده

وَقَالَ عَليّ بل يَنْتَهِي بهَا الى صَلَاة الْعَصْر من آخر أَيَّام التَّشْرِيق فَهِيَ ثَلَاثَة وَعِشْرُونَ صَلَاة وَكَذَلِكَ قَول عمر فِي رِوَايَة وَعَلِيهِ الْعَامَّة وروى عَن عمر ايضا انه يَنْتَهِي بهَا الى صَلَاة الظّهْر من آخر أَيَّام التَّشْرِيق فَهِيَ اثْنَتَانِ وَعِشْرُونَ صَلَاة

وَقَالَ ابْن عمر وَابْن عَبَّاس يَبْتَدِئ بِالتَّكْبِيرِ عَن صَلَاة الظّهْر من يَوْم النَّحْر

وَقَالَ لَا تَجْتَمِع التَّلْبِيَة والتكبيرات مَعًا فاذا انْقَطَعت التَّلْبِيَة اخذ فِي التَّكْبِير

وَقَالَ ابْن عَبَّاس يَنْتَهِي بهَا الى آخر أَيَّام التَّشْرِيق عِنْد صَلَاة الظّهْر فَهِيَ عشرَة صَلَاة

وَقَالَ ابْن عمر يَنْتَهِي بهَا الى غداه آخر ايام التَّشْرِيق فَهِيَ خَمْسَة عشر صَلَاة

تکبیرات کی تعداد بتاتی ہے کہ تشریق کے ایام اکابر صحابہ کے نزدیک ۱۰، ۱۱، اور ۱۲ ہی تھے

غیر مقلدین ، امام الشافعی کی تقلید میں تین دن کی بجائے چار دن قربانی کرنے کے قائل ہیں لہذا وہ ۱۳ ذو الحجہ کو بھی قربانی کرتے ہیں

ابن قیم نے زاد المعاد میں روایت پیش کی ہے

ابن المنذر نے علی سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ (اللہ تعالیٰ نے جن معلوم دنوں میں قربانی کا حکم دیا ہے) ان معلوم دنوں سے مراد یوم النحر اور اس کے بعد تین دن ہیں۔ (اسے ابن المنذر نے روایت کیا ہے. (کنز العمال: 4528)نیز دیکھیے (زاد المعاد: 2/ 291

لیکن کنز العمال جیسی کتاب میں سند تک تو موجود نہیں ہے اور باوجود تلاش کے اس کی سند دریافت نہ ہوسکی

بیہقی سنن الکبری میں روایت لکھتے ہیں

حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ , عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ... وَكُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ذَبْحٌ

اس روایت میں ہے کہ ایام التشریق میں قربانی ہے

كتاب جامع التحصيل في أحكام المراسيل میں سليمان بن موسى الدمشقي کےلئے ہے

قال البخاري هو مرسل لم يدرك سليمان أحدا من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم

بیہقی سنن الکبری میں یہی راوی سلیمان بن موسی کہتے ہیں کہ قربانی تین دن ہے

قَالَ: وَحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ هَانِئٍ، ثنا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى، ثنا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، عَنِ النُّعْمَانِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، أَنَّهُ قَالَ: النَّحْرُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ , فَقَالَ مَكْحُولٌ: صَدَقَ

غیر مقلدین امام الشافعی، امام النووی کے حوالے دیتے ہیں جو سب شافعی فقہ پر تھے لہذا یہ سب چار دن قربانی کی قائل ہیں – ان کے مقابلے میں حنابلہ ، مالکیہ اور احناف تین دن قربانی کے قائل ہیں

قربانی تین دن ہے ذی الحجہ کو ۱۰ ، ۱۱ ، ۱۲	قربانی چار دن ہے ذو الحجہ کو ۱۰ ، ۱۱، ۱۲ ، ۱۳
ایام تشریق میں یوم النحر شامل ہے	ایام تشریق میں یوم النحر سمیت چار دن ہیں
امام ابو حنیفہ امام مالک امام احمد	امام الشافعی غیر مقلدین قرطبی

امام عطاءٍ الخراسانيِّ امام ابراہیم النخعيِّ امام أبي يوسفَ امام محمدٍ	شوکانی

تفسیر ابن کثیر سورہ بقرہ آیت ۲۰۳ میں قول نقل کیا گیا جس کو غیر مقلدین بیان کرتے ہیں

وَقَالَ مِقْسَمٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: الْأَيَّامُ الْمَعْدُودَاتُ أَيَّامُ التَّشْرِيقِ أَرْبَعَةُ أَيَّامٍ: يَوْمُ النَّحْرِ، وَثَلَاثَةٌ بَعْدَهُ

الْأَيَّامُ الْمَعْدُودَاتُ سے مراد أَيَّامُ التَّشْرِيقِ چار دن ہیں- یوم النحر اور تین اس کے بعد

جبکہ ابن رجب تفسیرج ۱ ص ۱۵٦ میں اس قول پر کہتے ہیں

وقد رُوي عن ابنِ عباسٍ وعطاء أنها أربعةُ أيام: يومُ النحرِ، وثلاثة بعدَه.

وفي إسناد المرويِّ عن ابنِ عباسٍ ضعفٌ.

اور ابن عباس اور عطا سے روایت کیا گیا ہے کہ الأيامُ المعدوداتُ چار دن ہیں یوم النحر اور تین اس کے بعد اور جن اسناد سے یہ مروی ہے ابن عباس سے ان میں کمزوری ہے

ابن رجب تفسیر میں لکھتے ہیں

الأيامُ المعلوماتُ: يومُ النحرِ ويومانِ بعدَهُ، رُوي عن ابنِ عمرَ وغيرِه من السلفِ، وقالُوا: هي أيامُ الذَّبحِ.

ورُويَ - أيضًا - عن علي وابنِ عباسٍ، وعن عطاءٍ الخراسانيِّ والنخعيِّ.

وهو قولُ مالكٌ وأبي يوسفَ ومحمدٍ وأحمدَ - في رواية عنه.

الأيامُ المعلوماتُ سے مراد یوم النحر اور اس کے بعد کے دو دن ہیں اس کو ابن عمر اور دیگر سلف سے روایت کیا گیا ہے اور اس کو علي وابنِ عباسٍ، اور عطاءٍ الخراسانيِّ ، ابراہیم النخعيِّ اور یہی قول ہے امام مالكٌ اور امام أبي يوسفَ اور امام محمدٍ اور امام أحمدَ کا

ابن رجب تفسیر ج ۱ ص ۱٦۰ میں لکھتے ہیں

وأكثرُ الصحابةِ على أنَّ الذبح يختصُّ بيومين من أيَّامِ التشريقِ مع يومِ النَّحْرِ، وهو المشهورُ عن أحمدَ، وقول مالكٍ، وأبي حنيفةَ، والأكثرينَ.

اور اکثر صحابہ نے دو دنوں میں ذبح کو مخصوص کیا ایام تشریق کے یوم النحر کے ساتھ اور وہ ہی مشہور ہے احمد سے اور یہ امام مالک کا قول ہے اور امام ابو حنیفہ کا اور اکثر کا

غیر مقلد عالم کفایت اللہ سنابلی چار دن قربانی کی مشروعیت میں حدیث پیش کرتے ہیں

فصل دوم

چاردن قربانی کی مشروعیت پر احادیث صحیحہ

پہلی حدیث: (حدیث رجل من اصحاب النبی ﷺ):

امام بیہقی رحمہ اللہ (المتوفی: ۴۵۸ھ) نے کہا:

أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدَانَ، أنبأ أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدٍ، ثنا الْحَارِثُ بْنُ أَبِي أُسَامَةَ، ثنا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَدْ سَمَّاهُ نَافِعٌ فَنَسِيتُهُ ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ غِفَارٍ: "قُمْ فَأَذِّنْ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ ،وَأَنَّهَا أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ أَيَّامُ مِنًى ." زَادَ سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى: وَذَبْحٍ، يَقُولُ: أَيَّامُ ذَبْحٍ،ابْنُ جُرَيْجٍ يَقُولُهُ.

ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غفاری صحابی سے کہا کہ: تم کھڑے ہواور اعلان کردو کہ جنت میں صرف مؤمن ہی جائیںگے اور ایام منیٰ (ایام تشریق) یہ کھانے پینے کے دن ہیں، ابن جریج کہتے ہیں کہ ان کے استاذ سلیمان بن موسیٰ نے اسی حدیث کو بیان کرتے ہوئے ذبح کے لفظ کا اضافہ کیا ہے، یعنی وہ یہ بھی روایت کرتے تھے کہ یہ ذبح کے دن ہیں ۔[السنن الکبری للبیھقی:۔۳۶۸/۱۹رقم: ۱۹۲۷۰ت مرکز ھجر]۔

اس حدیث کی سند صحیح ہے علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو بالکل صحیح قرار دیا ہے۔[الصحیحة: ۶۲۱/۵تحت الرقم:۲۴۷۶]۔

اس روایت میں صحابی کا نام نہیں لیا گیا بعض علماء کے نزدیک فإنَّ جهالةَ الصحابي لا تَضُرُّ صحابی کا مجھول ہونا نقصان دہ نہیں ہے – یہ اصول امام البیہقی، امام احمد، امام حاکم ، ابن الصلاح کا ہے

لیکن شوافع ہی اس کو قبول نہیں کرتے شوافع میں أبو بكر الصيرفي كتابِ الدلائلِ میں کہتے ہیں

وإذا قال في الحديث بعض التابعين: عن رجل من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم: لا يُقبل؛ لأني لا أعلم سمع التابعيُّ من ذلك الرجل

أبو بكر الصيرفي کہتے ہیں کہ اگر حدیث میں بعض تابعین کہیں اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی آدمی سے تو اس روایت کو قبول نہ کرو کیونکہ مجھے نہیں پتا کہ اس نے اس رجل سے سنا بھی یا نہیں

التنكيل بما في تأنيب الكوثري من الأباطيل میں المعلمي ایسی روایت پر توقف کی رائے رکھتے ہیں

واضح رہے کہ صحابہ تمام عدول ہیں لیکن اس تابعی کی ملاقات صحابی سے ہوئی یا نہیں کیسے ثابت ہو گا؟

ابن حزم كتاب الإحكام في أصول الأحكام میں کہتے ہیں

لا يقبل حديث قال راويه فيه: عن رجل من الصحابة، أو: حدثني من صحب رسول الله صلى الله عليه وسلم، إلا حتى يسميه، ويكون معلوماً بالصحبة الفاضلة، ممن شهد الله تعالى لهم بالفضل والحسنى
ایسی روایت کو قبول نہ کرو جس میں رجل من صحابہ ہو .. اور نام نہ لیا گیا ہو

ایک روایت سنن دارقطنی ، سنن الکبری بیہقی ، مسند البزار میں ہے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَاعِدٍ , نا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورِ بْنِ سَيَّارٍ , نا مُحَمَّدُ بْنُ بُكَيْرٍ الْحَضْرَمِيُّ , نا سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ , عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ التَّنُوخِيِّ , عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى , عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ , عَنْ أَبِيهِ , أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , قَالَ: «أَيَّامُ التَّشْرِيقِ كُلُّهَا ذَبْحٌ»

اس کے مطابق ایام تشریق تمام ذبح والے ہیں

البتہ اس کی سند میں سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ کا تفرد ہے - الذہبی میزان میں لکھتے ہیں یہ متروک ہے

.قال ابن معين: كان قاضيا بدمشق بين النصارى

.وهو واسطى، انتقل إلى حمص، ليس حديثه بشئ

.هذه رواية عباس الدوري عنه

.وروى ابن الدورقي عنه: واسطى: تحول إلى دمشق، ليس بشئ

.وقال البخاري: في بعض حديثه نظر

.وقال أحمد وغيره: ضعيف

.متروك :وعن أحمد أيضا

اس کی سند میں متروک راوی ہے

افسوس اسی متروک راوی کی سند سے صحیح ابن حبان میں بھی ہے جو ابن حبان کا تساہل ہے

امام البزار مسند میں ح 3444 پرلکھتے ہیں

وَهَذَا الْحَدِيثُ لَا نَعْلَمُ أَحَدًا قَالَ فِيهِ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ إِلَّا سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، وَهُوَ رَجُلٌ لَيْسَ بِالْحَافِظِ وَلَا يُحْتَجُّ بِهِ إِذَا انْفَرَدَ بِحَدِيثٍ

اور یہ حدیث ہم نہیں جانتے کہ اس کو نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ کی سند سے روایت کیا ہو سوائے سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ کے یہ آدمی حافظ نہیں ہے اور اس کی منفرد روایت سے احتجاج نہ کیا جائے

مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " كُلُّ عَرَفَاتٍ مَوْقِفٌ، وَارْفَعُوا عَنْ بَطْنِ عُرَنَةَ ، وَكُلُّ مُزْدَلِفَةَ مَوْقِفٌ، وَارْفَعُوا عَنْ مُحَسِّرٍ، وَكُلُّ فِجَاجِ مِنًى مَنْحَرٌ، وَكُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ذَبْحٌ

مسند احمد کی روایت میں علت یہ ہے کہ شعیب الأرنؤوط مسند احمد ح 16751 پر تعلیق میں کہتے ہیں

سليمان بن موسى- وهو الأموي المعروف بالأشدق- لم يدرك جبير بن مطعم
سلیمان بن موسى ... نے جبیر بن مطعم کو نہیں پایا
اس روایت کو دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے اس پر مسند احمد کی ت علیق میں شعیب الأرنؤوطلکھتے ہیں

وأخرجه الدارقطني مختصراً في "السنن" 284/4، ومن طريقه البيهقي 296/9 من طريق أبي مُعَيد حفص بن غيلان، عن سليمان بن موسى أن عمرو ابن دينار حدثه عن جبير بن مطعم، وعمرو بن دينار لم يدرك جبير بن مطعم.
اور دارقطنی نے اس کی تخریج کی ہے ..... أبي مُعَيد حفص بن غيلان، عن سليمان بن موسى أن عمرو ابن دينار حدثه عن جبير بن مطعم کے طرق سے اور عمرو بن دينار نے جبیر کو نہیں پایا
اوپر دی گئی ان دونوں روایات کو غیر مقلد عالم کفایت اللہ سنابلی چار دن قربانی کی مشروعیت ص ۲۷ میں دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں جبکہ یہ منقطع ہیں – سند کے اس انقطاع کو محققین ابن ترکمانی اور شعیب الأرنؤوط – عادل مرشد نے اضطراب قرار دیا ہے – شعيب الأرنؤوط – عادل مرشد مسند احمد میں ح 16751 کی تعلیق میں اس روایت کا الانقطاع والاضطراب اور لکھتے ہیں

غیر مقلدین اس اضطراب کو تعداد طرق کہتے ہیں – متعدد طرق تو تب بنتے جب ان میں انقطاع کی علت ختم ہو

صحیح ابن حبان کی روایت ہے

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الصُّوفِيُّ بِبَغْدَادَ، حَدَّثَنَا أَبُو نَصْرٍ التَّمَّارُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْقُشَيْرِيُّ فِي شَوَّالٍ سَنَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ وَمِئَتَيْنِ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كُلُّ عَرَفَاتٍ مَوْقِفٌ، وَارْفَعُوا عَنْ عُرَنَةَ، وَكُلُّ مُزْدَلِفَةَ مَوْقِفٌ، وَارْفَعُوا عَنْ مُحَسِّرٍ، فَكُلُّ فِجَاجِ مِنًى مَنْحَرٌ، وَفِي كُلِّ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ذبح"
امام البزار اس روایت پر کہتے ہیں: وَحَدِيثُ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ هَذَا هُوَ الصَّوَابُ وَابْنُ أَبِي حُسَيْنٍ لَمْ يَلْقَ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ

ابن ابی حسین کی روایت تو ٹھیک ہے لیکن اس کی ملاقات جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ سے نہیں ہے
بیہقی سنن الکبری میں اس کی سند دیتے ہیں: أَخْبَرَنَاهُ أَبُو سَعْدٍ الْمَالِينِيُّ , أنبأ أَبُو أَحْمَدَ بْنُ عَدِيٍّ الْحَافِظُ , أنبأ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ , ثنا دُحَيْمٌ , ثنا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ , ثنا مُعَاوِيَةُ بْنُ يَحْيَى , فَذَكَرَهُ وَقَالَ: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ.

لیکن بیہقی دو طرق دینے کے بعد لکھتے ہیں

جَمِيعًا غَيْرُ مَحْفُوظَيْنِ لَا يَرْوِيهُمَا غَيْرُ الصَّدَفِيِّ. قَالَ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ: وَالصَّدَفِيُّ ضَعِيفٌ لَا يُحْتَجُّ بِهِ
دونوں غیر محفوظ ہیں ان کو مُعَاوِيَةُ بْنُ يَحْيَى الصَّدَفِيُّ کے سوا کوئی روایت نہیں کرتا جو ضعیف ناقابل دلیل ہے
الغرض بیشتر فقہاء تین دن قربانی کے قائل ہیں جس میں یوم النحر اور اس کے بعد دو دن ہیں

کیا قربانی ایک فوت شدہ انسان کی طرف سے بھی کی جا سکتی ہے ؟

کیا قربانی ایک فوت شدہ انسان کی طرف سے بھی کی جا سکتی ہے – قربانی سے مراد یہ جو بقر عید پر کی جاتی ہےاور کیا قربانی ایک زندہ انسان کی طرف سے بھی کی جا سکتی ہے یا نہیں – یہنی اس انسان کی طرف سے جس پر قربانی واجب نہیں – یا قربانی کے برابر قیمت کسی انسان کو دے کر اس کی مدد کی جا سکتی ہے – کیا اس سے قربانی جتنا ثواب ہو گا

کیا کسی فوت شدہ آدمی کی طرف سے حج بدل کیا جا سکتا ہے

ایک ایسے آدمی کی طرف سے جس پر حج فرض نہیں اور وہ ابھی تک زندہ ہے اس کی تین سورتیں ہو سکتی ہیں

اول وہ آدمی زندہ ہو صحت مند ہو لیکن اس کے پاس وسائل نہ ہوں

دوم وہ آدمی جو ابھی تک زندہ ہو لیکن اس کی صحت اچھی نہ ہو یا بوڑھا ہو وغیرہ

جواب

فوت شدہ کا عمل ختم ہوا- اب ورثاء جو نیک عمل کریں گے اس کا ثواب اس کو ہو گا اگر زندگی میں نیکی کی تلقین کی تھی سعد بن عبادہ رضی الله عنہ کی والدہ والا واقعہ مخصوص ہے- جس پر قربانی واجب نہیں اس کے لئے آپ کو قربانی کرنے کی ضرورت ہے ؟اس کو آپ اپنی قربانی کا گوشت صدقه کر دیں

ایک آدمی بیمار ہو لیکن مال دار ہو وہ کسی کو پیسے دے کر حج پر بھیج سکتا ہے - جس کے پاس مال نہیں اس پر حج فرض نہیں

ایک جانور کی قربانی کیا تمام گھر والوں کی طرف سے جائز ہے ؟

ایک آدمی کے تین بیٹے ہیں وہ تینوں کماتے ہیں لیکن وہ رہتے اکٹھے ہیں تو کیا تینوں بیٹوں پر قربانی کرنا لازم ہو جائے گایا صرف ابا کر لیں تو پوری فیملی کی طرف سے قربانی اد ا ہو جائے گی؟بال اور ناخن نہ کاٹنا صرف قربانی کرنے والے کیلے ہیں یا تمام گجر کے افراد کیلئے یہ حکم ہو گا؟

جواب

اگر تینوں بیٹے ایک گھر میں ہیں اور کھانا بھی مل کر کھاتے ہیں تو ایک قربانی کافی ہےلیکن اگر یہ مرد شادی شدہ ہیں ان کی ہنڈیا الگ الگ پکتی ہے تو ان سب کو الگ الگ قربانی کرنی ہے

رسول الله صلی الله علیہ وسلم کی نو ازواج ایک وقت میں تھیں لیکن کسی حدیث میں نہیں کہ ہر ایک کے لئے قربانی الگ الگ ہوتی ہو-ترمذی میں ہے
بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ الشَّاةَ الوَاحِدَةَ تُجْزِي عَنْ أَهْلِ البَيْتِ (ایک بکری کی قربانی ایک گھر کے تمام افراد کی طرف سے کافی ہو جاتی ہے)عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ يَقُولُ: سَأَلْتُ أَبَا أَيُّوبَ الأَنْصَارِيَّ: كَيْفَ كَانَتِ الضَّحَايَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: كَانَ الرَّجُلُ يُضَحِّي بِالشَّاةِ عَنْهُ وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، فَيَأْكُلُونَ وَيُطْعِمُونَ حَتَّى تَبَاهَى النَّاسُ، فَصَارَتْ كَمَا تَرَى.هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَعُمَارَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ مَدِينِيٌّ، وَقَدْ رَوَى عَنْهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ العِلْمِ، وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ، وَإِسْحَاقَ، وَاحْتَجَّا بِحَدِيثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ضَحَّى بِكَبْشٍ

ترجمہ :عطا بن یسار کہتے ہیں ،میں نے ابو ایوب انصاری سے پوچھا ،کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں قربانیاں کس طرح کرتے تھے ،انہوں نے بتایا کہ :ہر آدمی ایک بکری اپنی اور اپنے سارے گھر والوں کی طرف قربان کرتا تھا ،اور سب اسی کو خود بھی کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے ؛لیکن بعد میں لوگوں نے فخر ونمود کا مظارہ کیا ،اور اب جو صورت ہے وہ تم دیکھ رہے ہو امام ترمذی کہتے ہیں :یہ حدیث حسن صحیح ہے ،اور امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راھویہ اور دیگر کئی اہل علم کا یہی قول ہے

صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ هُوَ ابْنُ أَبِي أَيُّوبَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هِشَامٍ، وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ بِنْتُ حُمَيْدٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، بَايِعْهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هُوَ صَغِيرٌ» فَمَسَحَ رَأْسَهُ، وَدَعَا لَهُ، وَكَانَ يُضَحِّي بِالشَّاةِ الوَاحِدَةِ عَنْ جَمِيعِ أَهْلِهِ

رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سارے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کرتے تھے

ناخن اور بال کاٹنا اس کے لئے ہے جو قربانی کر رہا ہو-ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم ماہ ذی الحجہ کا چاند دیکھ لو اور تم میں سے کسی کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے بالوں اور ناخنوں کو روکے رکھے۔

عید الاضحی پر مرغے کی قربانی کرنا

جواب

مصنف عَبْدُ الرَّزَّاقِ، 8156 ہے

عَنِ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ: سَمِعْتُ بِلَالًا يَقُولُ: «مَا أُبَالِي لَوْ ضَحَّيْتُ بِدِيكٍ، وَلَأَنْ – أَتَصَدَّقَ بِثَمَنِهَا عَلَى يَتِيمٍ أَوْ مُغَبَّرٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُضَحِّيَ بِهَا» قَالَ: فَلَا أَدْرِي أَسُوَيْدٌ قَالَهُ مِنْ قِبَلِ نَفْسِهِ أَوْ هُوَ مِنْ قَوْلِ بِلَالٍ

عِمْرَانَ بْنِ مُسْلِمٍ نے کہا سوید بن غفلہ نے کہا بلال نے کہا مجھے کوئی پرواہ نہیں اگر میں مرغا ذبح کروں …

عِمْرَانُ بْنُ مُسْلِمٍ الْجُعَفِيُّ الْكُوفِيُّ الضَّرِيرُ نے کہا نا معلوم یہ سوید نے خود اپنی طرف سے کہا یا یہ قول بلال رضی اللہ عنہ ہے

اس میں سند صحیح ہے البتہ ابہام ہے کہ یہ قول کس کا ہے سوید صحابی نہیں ہے

قربانی کے تین حصے کیے جائیں اسکی دلیل کس حدیث سے ملتی ہے

جواب
موطا میں ہےأَخْبَرَنَا مَالِكٌ، أَخْبَرَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ الْمَكِّيُّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «نَهَى عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلاثٍ» ، ثُمَّ قَالَ بَعْدَ ذَلِكَ: «كُلُوا وَتَزَوَّدُوا وَادَّخِرُوا» ، قَالَ مُحَمَّدٌ: وَبِهَذَا نَأْخُذُ، لا بَأْسَ بِالادِّخَارِ بَعْدَ ثَلاثٍ وَالتَّزَوُّدِ، وَقَدْ رَخَّصَ فِي ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَنْ كَانَ نَهَى عَنْهُ، فَقَوْلُهُ الآخَرُ نَاسِخٌ لِلأَوَّلِ، فَلا بَأْسَ بِالادِّخَارِ وَالتَّزَوُّدِ مِنْ ذَلِكَ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا

جابر بن عبد اللہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع کیا پھر اس کے بعد کہا اس کو کھا کو یا اور ذخیرہ کر لو – امام محمد نے کہا ہم اسی کو لیتے ہیں اور ذخیرہ کرنے میں کوئی برائی نہیں ہے تین دن یا اس سے زائد میں اور اس کی رخصت رسول اللہ نے دی ہے ممانعت کے بعد لہذا پہلا قول منسوخ ہوا اور یہی قول ابو حنیفہ اور دیگر ائمہ کا ہے
قربانی کے حصہ دار بنانا مستحب ہے جیسا صدقات میں ہےوَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ * لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ [المعارج:24-25]أور إن کے اموال میں معلوم حق ہے سائل کا اور محروم کا
اس طرح تین حصے ہوئے اپ خود – سائل و محروم جس میں رشتہ دار و غرباء ہو سکتے ہیں – اگر رشتہ دار متمول ہیں تو ان کو دینا ضروری نہیں ہے

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن عمرو کو غیر اللہ کا ذبح کردہ گوشت دیا تھا ؟

صحيح البخاري: كِتَابُ الذَّبَائِحِ وَالصَّيْدِ (بَابُ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَالأَصْنَامِ) صحیح بخاری: کتاب: ذبیح اور شکار کے بیان میں - باب: وہ جانور جن کو (تھانوں اور بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہوان کا کھانا حرام ہے

5499 .

حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ الْمُخْتَارِ، أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ، يُحَدِّثُ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَّهُ لَقِيَ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ بِأَسْفَلِ بَلْدَحٍ، وَذَاكَ قَبْلَ أَنْ يُنْزَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الوَحْيُ، فَقَدَّمَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُفْرَةً فِيهَا لَحْمٌ، فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا، ثُمَّ قَالَ: «إِنِّي لاَ آكُلُ مِمَّا تَذْبَحُونَ عَلَى أَنْصَابِكُمْ، وَلاَ آكُلُ إِلَّا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ»

حکم : صحيح 5499

ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا ، کہا ہم سے عبدالعزیز یعنی ابن المختار نے بیان کیا ، انہیں موسیٰ بن عقبہ نے خبردی ، کہا کہ مجھے سالم نے خبر دی ، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا اور ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زید بن عمرو بن نوفل سے مقام بلد کے نشیبی حصہ میں ملاقات ہوئی ۔ یہ آپ پر وحی نازل ہونے سے پہلے کا زمانہ ہے ۔ آپ نے وہ دستر خوان جس میں گوشت تھا جسے ان لوگوں نے آپ کی ضیافت کے لیے پیش کیا تھا مگر ان پر ذبح کے وقت بتوں کا نام لیا گیا تھا ، آپ نے اسے زید بن عمرو کے سامنے واپس فرمادیا اور آپ نے فرمایا کہ تم جو جانور اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہو میں انہیں نہیں کھاتا ، میں صرف اسی جانور کا گوشت کھاتا ہوں جس پر (ذبح کرتے وقت) اللہ کا نام لیا گیا ہو ۔

جواب

صحیح بخاری میں ہے

فَقَدَّمَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُفْرَةً فِيهَا لَحْمٌ، فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَ
رسول الله نے دستر خوان پیش کیا جس میں گوشت تھا تو زید نے کھانے سے انکار کیا

شعیب کہتے ہیں
والصواب ما في رواية وهيب بن خالد وغيره عن موسى بن عقبة من أن رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هو الذي قدم إلى زيد بن عمرو بن نفيل سفرة فيها لحم، فأبى الأخير أن يأكل منها
اور ٹھیک وہ روایت ہے جو وھیب کی اور دوسروں کی موسی سے ہے جس میں ہے کہ رسول الله نے زید بن عمرو پر پیش کیا دستر خوان جس میں گوشت تھا اور انہوں نے انکار کیا کھانے سے

قال الخطابي في "أعلام الحديث" 1657/3: امتناع زيد بن عمرو من كل ما في السفرة إنما كان من أجل خوفه أن يكون اللحم الذي فيها مما ذُبح على الأنصاب فتنزه من أكْلِه، وقد كان رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لا يأكل من ذبائحِهم التي كانوا يذبحونها لأصنامهم
خطابی نے کہا زید کا انکار کرنا تھا ہر اس دستر خوان سے جس میں گوشت ہو اس خوف سے کہیں یہ بت پر ذبح کردہ نہ ہو پس اس سے دور رہتے اور رسول الله صلی الله علیہ وسلم بھی ان ذبح کردہ کو نہیں کھاتے تھے

زید ہر گوشت والی چیز سے دور رہتے جب نبی نے ان کو کھانا دیا تو انہوں نے صاف انکار دیا
اس روایت میں یہ کہیں نہیں ہے کہ نبی صلی الله علیہ وسلم بت پر ذبح کردہ گوشت لے کر گئے تھے نبی صلی الله علیہ وسلم نے خبر دی کہ زید بھی ایسا ہی کرتے تھے

اب اس کی مخالف روایت مسند احمد میں ہے
حَدَّثَنَا يَزِيدُ، حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ نُفَيْلِ بْنِ هِشَامِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ هُوَ وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ، فَمَرَّ بِهِمَا زَيْدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، فَدَعَوَاهُ إِلَى سُفْرَةٍ لَهُمَا، فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي، إِنِّي لَا آكُلُ مِمَّا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ، قَالَ: فَمَا رُئِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَعْدَ ذَلِكَ أَكَلَ شَيْئًا مِمَّا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ. (حم) 1648
مورخ الْمَسْعُودِيُّ نے نُفَيْلِ بْنِ هِشَامِ سے انہوں نے باپ سے انہوں نے دادا سے روایت کیا ہے کہ رسول الله مکہ میں تھے اور زید بن حارثہ بھی پس یہ زید بن عمرو کے پاس گئے ان کو دستر خوان پر بلایا تو زید بن عمرو نے کہا اے بھائی میں وہ نہیں کھاتا جو بت پر ذبح کیا گیا ہو- پس کہا : میں نے نبی کو نہیں دیکھا کہ اس کے بعد بتوں پر ذبح کیا ہوا کچھ کھایا ہو

یہ روایت عبد الرحمن بن عبد الله المسعودی نے روایت کی ہے لیکن یہ ان کے دور اختلاط کی ہے صحیح نہیں ہے

پس معلوم ہوا کہ نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ زید بن عمرو دونوں بتوں پر ذبح کردہ جانور نہیں کھاتے تھے جو شیعوں نے کہا ہے وہ ان کی اپنی ذہن سازی ہے متن میں Extrapolation ہے

کیا خلفاء راشدین قربانی نہیں کرتے تھے؟

جواب
شوافع کے ہاں قربانی سنت ہے واجب نہیں ہے لہذا سب شوافع قربانی نہیں کرتے اکا دکا کرتے ہیں

مسند احمد اور سنن الترمذی کی روایت ہے

حدثنا يحيى بن زكريا حدثنا حَجَّاج عن نافع عن ابن عمر قال: أَقام رسول الله -صلي الله عليه وسلم - بالمدينة عشر سنين يُضَحَّي.
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں دس سال قربانی کی ہے
سند میں حجاج بن ارطاۃ ہے جو ضعیف ہے

صحیح مسلم کی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے
و اراد احدکم ان یضحی فلیمسک عن شعرہ و اظفارہ
اور تم میں سے کوئی شخص قربانی کرنے کا ارادہ کرے تو اسے بال اور ناخن تراشنے سے رک جانا چاہیے۔

اس سے بعض لوگوں نے دلیل لی ہے کہ ارادہ کر لے یعنی کچھ لوگ ارادہ کریں گے سب نہیں لیکن یہ دلیل کمزور ہے - شوافع میں ابن کثیر اور البیہقی اپنی دلیل میں روایت پیش کرتے ہیں

مسند الفاروق میں ابن کثیر روایت پیش کرتے ہیں
رواه الحافظ أبو بكر البيهقي فقال أخبرنا أبو عبد الله الحافظ اخبرني محمد بن أحمد بن بالويه حدثنا محمد بن غالب حدثنا مسلم بن إبراهيم حدثنا شعبة عن سعيد بن مسروق عن الشعبي عن أبي سريحة قال أدركت ابا بكر وعمر وكانا لى جارين فكانا لايضحيان وهذا إسناد صحيح
ابو سریحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما دونوں میرے پڑوسی تھے دونوں اور قربانی نہیں کرتے تھے

سنن الکبری کي روایت ہے
أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيُّ فِيمَا قَرَأْتُ عَلَيْهِ , أنبأ أَبُو إِسْحَاقَ [ص:445] الْبِزَازِيُّ، ثنا أَبُو الْحُسَيْنِ الْغَازِيُّ، ثنا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: قُلْتُ لِيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ: إِنَّ مُعْتَمِرًا حَدَّثَنَا قَالَ: ثنا إِسْمَاعِيلُ، ثنا مُطَرِّفٌ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي سَرِيحَةَ الْغِفَارِيِّ، قَالَ: أَدْرَكْتُ أَبَا بَكْرٍ أَوْ رَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَا لَا يُضَحِّيَانِ فِي بَعْضِ حَدِيثِهِمْ كَرَاهِيَةَ أَنْ يُقْتَدَى بِهِمَا
ابی سریحہ کہتے ہیں کہ یہ دونوں قربانی نہیں کرتے تھے کہ کہیں لوگ ان کی اقتدا نہ کریں

بیہقی : السنن الصغیر للبیھقي کہتے ہیں کہ امام الشافعی نے اس سے دلیل لی ہے
قَالَ الشَّافِعِيُّ: يَعْنِي فَيَظُنُّ مَنْ رَآهُمَا أَنَّهَا وَاجِبَةٌ
یعنی جو ان دونوں کو دیکھے وہ گمان کر لے گا کہ یہ واجب ہے

گویا شوافع کے ہاں یہ سنت ہے واجب نہیں ہے یہ قول نہایت کمزور ہے کیونکہ یہ ایسا قول ہے جو بہت لوگوں کو بیان کرنا چاہیے تھا کہ خلفاء قربانی کو ترک کرنے والے تھے جبکہ یہ صرف شعبی کے تفرد کے ساتھ آیا ہے
طحاوی مشکل الآثار میں کہتے ہیں
.فَالنَّظَرُ عَلَى ذَلِكَ أَنْ يَكُونَ الْإِمَامُ , وَسَائِرُ النَّاسِ أَيْضًا , سَوَاءً فِي الذَّبْحِ بَعْدَ الصَّلَاةِ
اس میں نظر والی بات یہ ہے کہ جب امام ہو اور تمام لوگ نماز عید میں ہوں تو وہ ذبح کرنے میں برابر ہو جاتے ہیں

یعنی جب ذبح ہو گا تو لوگوں کو کیسے پتا چلے گا کہ خلفاء نے اس سال قربانی ہی نہیں کی
یہ شوافع اور غیر مقلدین کے دلائل ہیں جو بودے ہیں
امام شعبی مرسل روایت بہت کرتے ہیں اور صرف امکان لقاء کی بنیاد پر ایک منفرد روایت کو نہیں لیا جا سکتا

الشافعي ، امام مالك (سے منسوب ایک قول میں) اور امام أحمد (سے منسوب ایک قول میں) کا کہنا ہے یہ سنة مؤكدة ہے

امام ابو حنیفہ ، امام مالك (سے منسوب ایک قول میں) اور امام أحمد (سے منسوب ایک قول میں)، ابن تیمیہ ، ابن عثیمین، البانی کی رائے میں یہ واجب ہے یعنی جو استطاعت رکھے وہ کرے

راقم کی رائے میں واجب ہے اس کا ذکر حج کے حوالے سے لہذا حاجی پر قرآن کی قطعی دلیل کی بنا پر فرض اور یہ احرام کھولنے کے لئے بھی ضروری ہے – مقیم پر ظنی دلیل کی بنا پر واجب ہے قرآن میں اس پر صریح حکم مقیم کے لئے نہیں آیا

اور مقیم میں ایک خاندان پر قربانی ہے ہر فرد پر نہیں کسی حدیث میں نہیں اتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے اور اپنی نو ازواج کی طرف سے الگ الگ قربانی کی ہو

صحیح بخاری میں أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ، عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هِشَامٍ کی روایت ہے
وَكَانَ يُضَحِّي بِالشَّاةِ الوَاحِدَةِ عَنْ جَمِيعِ أَهْلِهِ
اور وہ قربانی کرتے ایک بکری کی تمام اہل کی طرف سے

گیارہویں کی نذرو نیاز دلانا حرام نہیں کیونکہ عقیقہ میں بھی غیر اللہ کے نام کی قربانی ہوتی ہے

جواب

جس نے یہ کہا اس کو نذر و نیار کے عقیدے کا صحیح علم نہیں یا بات چھپا رہا ہے
بچہ کے نام پر قربانی ہوتی ہے تو صرف یہ اظہار ہوتا ہے کہ اللہ کی عبادت کے لئے اس بچے کی پیدائش پر قربانی کی جا رہی ہے

نذر کا مطلب ہوتا ہے کہ اس برزگ سے اس رزق کو منسوب کیا جائے وہاں برزخ میں یا عالم ارواح میں ان برزگ کی روح کو بھی یہ رزق ملے گا وہ کھا کر خوش ہوں گے اور ان کی روح اللہ کے حضور ان افراد کے لئے سفارش کرے گی
اس کے پیچھے ایک پورا تصور ہے کہ روح کے علم میں اتا ہے کہ کس نے نیاز دی پھر وہ روح سفارش کرتی ہے سروس چارجز لینے کے بعد
اس سے وسیلہ کا عقیدہ جڑا ہے
ہمارے نزدیک وسیلہ حرام ہے اور اس سے منسلک اس نذر و نیاز کا عقیدہ بھی غلط ہے
اسی عقیدے کے تحت مشرکین مکہ بھی قربانی کرتے تھے کہ
تین دیویاں لات عزی اور منات پر اور پھر کہتے یہ بگلے بن کر آسمان پر جاتی ہیں سفارش کرنے
قریب قریب یہی تصور اہل بدعت کا بھی ہے

نذر و نیار کا مقام بزرگ کی قبر کے پاس ہوتا ہے اس کی وجہ ہے کہ صاحب قبر کو معلوم ہوتا ہے باہر کیا ہو رہا ہے کون لنگر تقسیم کر رہا ہے – اگر قبر دور ہو تو بھی روح کے علم میں اتا ہے کس نے نیاز دی مثلا

شاہ ولی االلہ دہلوی اپنے والد شاہ عبد الرحیم کا واقعہ بیان کیا : میرے والد نے مجھے خبر دی کہ میں عید میلاد النبیﷺ کے روز کھانا پکوایا کرتا تھا۔ ایک سال تنگدست تھا کہ میرے پاس کچھ نہ تھا مگر صرف بھنے ہوئے چنے تھے۔ میں نے وہی چنے تقسیم کردیئے۔ رات کو رسول اللہ کی زیارت سے مشرف ہوا اور کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ کے سامنے وہی چنے رکھے ہیں اور آپ خوش ہیں (درثمین ص 8)

یعنی چنوں پر نیاز دی ان کو بانٹا رسول اللہ کے علم میں آیا کہ دہلی کا ایک شخص ایسا کرتا ہے
رسول اللہ نے صرف وہ چنے کھائے جبکہ ان کے سآمنے بے شمار کھانے تھے
یہ بھی اس کتاب میں موجود ہے